اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

”دین کی ضروری باتیں“ (part 01b)

والدین کو چاہیے کہ خود بھی پڑھیں اور اگر صلاحیت (ability) ہو تو اپنے بچوں کو پڑھائیں ورنہ کسی سُنّی عالم / سُنّی عالمہ کے ذریعے پڑھوائیں (بھلے انہیں fees دینی پڑے لیکن **عام قاری صاحبان کے ذریعے نہ پڑھوائیں** تاکہ اسلامی عقیدے (beleives) سیکھنے سکھانے میں غلطیاں نہ ہوں)۔

13 ”بڑے بن کر بھی نیکی نہ چھوڑو“

خلیفہ (حاکم۔caliph) بننے سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے پاس چھوٹی چھوٹی بچیاں اپنی بکریاں لے کر آتیں، آپ ان کو خوش کرنے کے لیے بکریوں کا دودھ نکال دیا کرتے تھے۔ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو خلیفہ بنایا گیا تو محلے کی ایک بچی آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اب تو آپ خلیفہ بن گئے ہیں، آپ ہمیں دودھ نکال کر دیں گے؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے فرمایا: کیوں نہیں! اب بھی میں تمہیں دودھ نکال کر دیا کروں گا اور مجھے اللہ کریم کے کرم سے یقین (believe) ہے کہ تمہارے ساتھ اسی طرح رہوں گا جیسا پہلے تھا۔ پھر خلیفہ بننے کے بعد بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ ان بچیوں کو دودھ نکال دیا کرتے تھے۔ (تھذیب الاسماء واللغات، ۲/۴۸۰)

اس واقعے (incident) سے سیکھنے کو چند باتیں ملیں، پہلی (1st) یہ کہ جب ہم کوئی نیکی کرنا شروع کریں تو اُسے ہمیشہ کرتے رہنا چاہیے۔ **دوسری (2nd) بات یہ کہ** ہماری باتیں اور کام ایسے ہوں جو مسلمانوں کا دل کا خوش کریں، ایسے نہ ہوں جس سے اُنہیں تکلیف (trouble) ہو۔

تَعَارُف (Introduction):

مسلمانوں کے پہلے (1st) خلیفہ (حاکم۔caliph)، جنّتی صحابی، امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا نام **”عبداللہ“**، کُنیَت (kunyah) **”ابو بکر“** اور لقب (title) **”صدیق“** ہے۔ آپ کے والد صاحب کا نام

”عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ“ اور والدہ صاحبہ کا نام ”سلمٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا“ ہے۔(معجم کبیر،ج۴،ص۱۱۴) آپ، آپ کے والد، والدہ، بیٹے، بیٹی سب صحابی اور صحابیہ تھے (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ) بلکہ آپ کی شہزادی بی بی عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا تو ”اُمُّ المؤمنین (یعنی ہماری والدہ)“ ہیں کیونکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے نکاح فرمایا (یعنی شادی کی تھی)۔

ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتقال کے بعد حضرت صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ مسلمانوں کے پہلے (1st) خلیفہ بنے۔ 22 جمادی الاخری، 13 سن ہجری کو انتقال ہوا۔ حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی (طبقاتِ کبریٰ، ج ۳، ص ۱۵۴، الریاض النضرۃ، ج۱، ص ۲۵۸)۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قبر شریف کے ساتھ دفن کیے گئے۔

جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی شان:

خاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمامُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس شخص کی صحبت (یعنی ساتھ ہونے) اور (اُن کے) مال نے مجھے سب لوگوں سے زیادہ فائدہ پہنچایا وہ اُبوبَکربن اِبی قَحافہ ہے اور اگر میں دنیا میں کسی کو خلیل (یعنی دوست) بناتا تو اُبوبَکر کو بناتا لیکن اسلام کی محبت قائم (ہو چکی) ہے۔(بخاری، حدیث: ۳۹۰۴، ۲/۵۹۱)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

---

14 ”چھوٹے چھوٹے ہی رہیں، مگر کام بڑے بڑے کریں“

ایک مرتبہ حضرت عُمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے خود ہی لوگوں سے ایک آیتِ مبارکہ کی تفسیر پوچھی (یعنی قرآن کی ایک آیت کا مطلب پوچھا)، جب کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو چھوٹی عمر کے جنّتی صحابی، حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے عرض کیا: اس بارے میں میرے ذہن میں کچھ ہے۔ تو فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے اُنہیں

محبّت دیتے ہوئے فرمایا: اے میرے بھتیجے (یعنی میرے بھائی کے بیٹے)! اگر تمہیں معلوم ہے تو ضرور بتاؤ اور خود کو چھوٹا نہ سمجھو۔ (بخاری، کتاب تفسیر القرآن، ج۳، ص۱۸۵، حدیث:۴۵۳۸)

اس واقعے (incident) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ اگر کوئی بڑا سوال کرے اور آپ چھوٹے ہوں لیکن آپ کو جواب معلوم ہو تو "خود کو چھوٹا سمجھ کر" جواب دینے سے مت رُکیں، اگر آپ کا جواب غلط ہوا تو آپ کو صحیح جواب معلوم ہو جائے گا، تب بھی فائدہ آپ ہی کا ہے۔

تعارُف (Introduction):

مسلمانوں کے دوسرے (2nd) خلیفہ (حاکم۔caliph)، جنّتی صحابی، امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا نام "**عُمَر**"، اور لقب (title) "**فاروقِ اَعْظم**" ہے۔ (الاصابۃ، ج۴، ص۴۸۵، اسد الغابۃ، ج۴، ص۳۱۶) حضرت اَبُوبکر صِدّیق رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے انتقال کے بعد آپ مسلمانوں کے دوسرے (2nd) خلیفہ بنے۔ آپ نے بڑے بڑے کام کیے جو کہ بہت سی کتابوں میں لکھے گئے ہیں، چھبیس (26) ذُوالْحِجۃ الحرام کی صبح ایک آگ کی عبادت (worship) کرنے والے شخص نے آپ پر فجر کی نماز میں حملہ (attack) کر کے بہت زخمی (injured) کر دیا، چند دن بعد آپ شہید ہو گئے (یعنی انتقال کر گئے)۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ پہلی (1st) محرّم الحرام 24 سنِ ہجری **خاتَمُ النَّبِیّین، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمِین** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قبر شریف کے قریب صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی قبر شریف کے ساتھ دفن کیے گئے۔ (طبقات ابن سعد، ج۳، ص۲۶۶ تا ۲۸۲، ۲۸۱، تاریخ ابن عساکر، ج۴۴، ص۴۲۲، ۴۶۴)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہ **کی شان:**

ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: عمر جنّتی ہیں۔ (صحیح ابن حبان، جزء۹، ۶/۱۸، حدیث:۶۸۴۵) **حدیث شریف کی اہم (Important) کتاب "بخاری شریف" میں ہے:** خلیفہ ولید بن عبد الملک نے جب روضۂ منوّرہ (جہاں پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، حضرت اَبُو بکر رَضِیَ اللہُ عَنْہ اور حضرت عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے مزارات ہیں، وہاں) کی دیوار گرا دی تو لوگ اُس کو بنانے لگے، (دیوار صحیح کرتے ہوئے) **ایک پاؤں نظر آیا** تو حضرت

عروہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے کہا: یہ حضرتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا پیر مبارک ہے۔(بُخاری شریف ج ۱ ص ۴۶۹ حدیث ۱۳۹۰ مُلتقتاً) سُبْحَانَ اللّٰہ! (یعنی پاکی ہے اللہ کریم کے لیے کہ) ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُمْ کی کیا شان ہے کہ انتقال کے بعد قبر شریف میں بھی جسم صحیح ہے (کوئی فرق نہیں آیا)۔

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

----

15 "صحابی کسے کہتے ہیں؟"

صحابی کسے کہتے ہیں؟:

جنھوں نے ایمان کی حالت میں (یعنی جس مسلمان نے) پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو (آپ کی زندگی میں) دیکھا (یا آپ کے پاس آئے ہوں) اور ایمان ہی پر اُن کا انتقال ہوا ہو (یعنی انتقال کے وقت بھی مسلمان ہی تھے)، وہ صحابی ہیں۔" (بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہل سنّت ص ۷۹)

جنّتی صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کی شان:

{1} اللہ کریم نے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کے بارے میں کچھ اس طرح فرمایا: اللہ (کریم) ان سب سے راضی (یعنی خوش) ہوا اور یہ اللہ (کریم) سے راضی (یعنی خوش) ہیں اور اس نے ان کیلئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں (rivers) بہتی ہیں، (صحابہ کرام) ہمیشہ ہمیشہ ان (جنّتی باغات) میں رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے۔(پ ۱۱، التوبۃ: ۱۰۰ ماخوذاً) {2} صحابہ کرام کے ایمان کی طاقت، دل کی حالت اور عمل کی کیفیت (condition)، قرآن پاک میں یوں بیان فرمائی گئی: محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اللہ (کریم) کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے (یعنی صحابہ کرام) کافروں پر سخت، آپس میں نرم دل ہیں۔ تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے، سجدے کرتے ہوئے دیکھے گا، (یہ صحابہ کرام) اللہ (کریم) کا فضل و رِضا (یعنی خوشی) چاہتے ہیں، ان کی علامت (اور نشانی) ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان سے ہے۔ یہ ان کی صفت (یعنی ان میں پائی جانے والی یہ بات) تورات (شریف) میں (بھی موجود) ہے اور ان کی (یہ) صفت (یعنی بات) انجیل (شریف) میں (بھی

موجود)ہے۔(پ۲۶،الفتح:۲۹ماخوذاً)

16”اپنا کام اپنے ہاتھ سے کریں“

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ ایک مرتبہ اپنے باغ میں سے لکڑیاں اُٹھاکر لا رہے تھے حالانکہ کئی غلام (slaves) بھی موجود تھے(پہلے ایک انسان دوسرے کا مالک بن جاتا تھا، مالک کو جو ملا وہ غلام ہوا، آج کل غلام نہیں ہوتے)۔ کسی نے عرض کی: آپ نے یہ لکڑیاں اُٹھائی ہوئی ہیں اپنے غلاموں(slaves)سے کیوں نہیں اُٹھوائیں؟ فرمایا:(غلام سے)اُٹھوا تو سکتا تھا لیکن میں اپنے آپ کو آزما(check کر)رہا ہوں کہ میں (اللہ کریم کو خوش کرنے کے لیے)اس کام کرنے کو پسند(like)کرتا ہوں یا نہیں!(کرامات عثمان غنی،ص۱۰ملخصاً)

اس واقعے(incident)سے سیکھنے کو ملا کہ ہمیں بھی اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادت بنالینی چاہیے، ہماری یہ عادت گھر کے سب لوگوں کی خوشی کرنے والی ہو گی۔اِنْ شَاءَاللہ!(یعنی اللہ کریم نے چاہا تو)

تَعَارُف(Introduction):

مسلمانوں کے تیسرے(3^{rd})خلیفہ(حاکم۔caliph)اور جنّتی صحابی، امیرُ المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا نام”عثمان“، اور لقب(title)”ذو النورین(دو نور والا)“ہے۔ حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے انتقال کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ پہلی(1^{st}) مُحرّم الحرام 24 سن ہجری کو خلیفہ بنے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے دور میں اَفریقہ، ملکِ روم کا بڑا علاقہ اور کئی بڑے شہر **اسلامی ملک** بن گئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی خلافت(caliphate)بارہ (12)سال رہی۔18 ذُوالحِجّۃ الحرام 35 سنِ ہجری میں جمعہ کے دن، روزے کی حالت میں تقریباً82 سال کی عمر میں شہید ہوئے(یعنی آپ کو قتل۔murder کر دیا گیا)(الریاض النضرۃ،ج۲،ص۶۷)۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو دنیا کے سب سے زیادہ فضیلت والے قبرستان جنّت البقیع(جو کہ مدینے پاک میں مسجد نبوی کے ساتھ ہے) میں دفن کیا گیا۔(البدایۃ والنھایۃ،ج۷،ص۱۹۰)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی شان:

خَاتَمُ النَّبِیِّیْن، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: عثمان جنّتی ہیں، ان کا رفیق (یعنی ساتھی) میں خود ہوں۔ (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۳۵)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

---

17 "نیکی کے کام میں دوسروں کی مدد کریں"

ایک دن حضرتِ علی المرتضیٰ، رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے فرمایا: اے بیٹے! کیا تم میرے سامنے بیان نہیں کر سکتے کہ جسے میں سنوں؟ انہوں نے عرض کی: مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ میں آپ کو دیکھتے ہوئے بیان کروں۔ شیر خدا، حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے یہ سنا تو امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی ہمت (courage) بڑھانے کے لیے ایسی جگہ جا کر بیٹھ گئے جہاں سے وہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو نہ دیکھ سکیں۔ پھر امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہ لوگوں میں بیان کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہ آپ کی آواز سُن رہے تھے۔ امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے بہت اچھا بیان کیا۔ (البدایۃ والنھایۃ، ج۵، ص۵۲۴)

اس واقعے (incident) سے یہ درس (lesson) ملا کہ اگر کسی بڑے کے سامنے بھی نیکی کی دعوت یا درس و بیان کرنا پڑے تو اللہ کریم کی رضا کے لیے ہمیں ایسا کرنا چاہیے اور اس وقت بڑوں کو بھی چھوٹوں پر شفقت (compassion) اور مہربانی کرنی چاہیے۔

تَعَارُف (Introduction):

مسلمانوں کے چوتھے (4th) خلیفہ (حاکم۔caliph)، جنّتی صحابی، اہلِ بیتِ مُصطفیٰ، قادریوں کے پیشوا، امیرُالمومنین حضرت علیّ الْمُرْتَضٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا نام "علی" اور لقب (title) "اَسَدُ اللہ (یعنی شیر خدا)" ہے۔ حضرتِ عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے انتقال کے بعد آپ مسلمانوں کے چوتھے (4th) خلیفہ بنے۔ 40 سنِ ہجری میں 17 یا 19 رمضان کو فجر کی نماز میں کسی نے حملہ (attack) کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بہت زخمی (very

(injured) ہوئے اور 21 رمضانُ المبارک اتوار کی رات اپنی زندگی کے 63 سال پورے کر کہ شہید (یعنی قتل۔murder) ہوئے۔ نمازِ جنازہ بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے پڑھائی، مشہور یہی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی قبرِ مبارک نجفِ اشرف (عراق) میں ہے۔ (طبقات ابن سعد، ج۳، ص۲۷)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شان:

فرامینِ خاتَمُ النَّبِیّین، اِمامُ الْمُرسَلین، رَحمَۃٌ لِّلْعٰلمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم:

(1) "اَنَامَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ (المستدرک، ج۴، ص۹۶، حدیث: ۴۶۹۳)

(2) بے شک اللہ کریم نے مجھے چار (۴) لوگوں سے محبّت کرنے کا حکم دیا ہے (پھر جو نام بیان فرمائے ان میں سے ایک نام حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا بھی تھا)۔ (ترمذی، ج۵، ص۴۰۰، حدیث: ۳۷۳۹)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

---

18 "سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کو سیکھاتے تھے"

قرآن اور شانِ صحابہ:

{1} سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خود صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کو قرآنِ پاک سیکھاتے، جیسا کہ اللہ کریم نے فرمایا: بیشک اللہ (کریم) نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا، جب ان میں ایک رسول مَبعوث فرمایا (یعنی بھیجا) جو انہی میں سے ہے۔ وہ ان کے سامنے اللہ (کریم) کی آیتیں تلاوت فرماتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب (یعنی قرآنِ پاک) اور حکمت (یعنی اپنے فرمان) کی تعلیم دیتے (یعنی سکھاتے) ہیں اگرچہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی (یعنی دین سے دوری) میں پڑے ہوئے تھے (پ۴، آل عمران: ۱۶۴ ماخوذاً) {2} صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کے ایمان کی شان اللہ کریم نے بیان فرمائی: اگر وہ (غیر مسلم) بھی یونہی (اس طرح) ایمان

لے آئیں جیسا (اے صحابہ) تم ایمان لائے ہو جب تو وہ ہدایت پاگئے (پ ۱، البقرۃ: ۱۳۷ ماخوذاً) {3} اللہ کریم نے انہیں جنّت، مغفرت اور عزّت والی روزی کی خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا: اور وہ جو ایمان لائے اور (ہجرت کر کے) مہاجر بنے اور اللہ (کریم) کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے (ان ہجرت کرنے والوں کو) پناہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں، ان کے لئے بخشش (یعنی مغفرت) اور عزّت کی روزی ہے۔ (پ ۱۰، الانفال: ۷۴ ماخوذاً) {4} تمام صحابہ جنّتی اور خدا کے نیک بندے ہیں، جیسا کہ اللہ کریم نے فرمایا: اور ان سب (صحابہ کرام) سے اللہ (کریم) جنّت کا وعدہ فرماچکا۔ (پ ۲۷، الحدید: ۱۰ ماخوذاً)

---

19 "جنّت کا پھل"

ہماری پیاری امّی جان، اُمُّ المؤمنین حضرتِ خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا نے ایک دن پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے جنّت کا پھل دیکھنے کی خواہش (desire) کی تو حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس جنّت سے دو (2) سیب لے کر آئے اور اس طرح عرض کی: یارسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)! اللہ کریم فرماتا ہے کہ ایک (1) سیب آپ کھائیں اور دُوسرا (حضرت) خدیجہ کو کھلائیں پھر (حضرت) فاطمہ پیدا ہوں گی۔ تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرتِ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے کہنے کے مطابق ایک سیب خود کھایا اور دوسرا (2nd) حضرتِ خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کو کھلایا۔ جب حضرتِ فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا پیدا ہوئیں تو ساری فضا (یعنی ہوا) آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کے چہرے (یعنی منہ) شریف کے نور (یعنی روشنی) سے نور والی ہو گئی۔

نور والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو جب جنّت اور اس کی نعمتوں کا شوق ہوتا تو اپنی چھوٹی سی شہزادی حضرتِ فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کو چوم لیتے اور ان کی پاک خوشبو کو سونگھتے اور فرماتے: فَاطِمَۃُ حَوْرَاءُ اِنْسِیَّۃٍ یعنی فاطمہ تو انسانی حُور ہے۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، ص ۲۷۴ ملخصًا)

اس حدیث مُبارک سے پتا چلا کہ اللہ کریم نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بہت ہی پیارا خاندان دیا ہے۔ ہمیں سب اُمَّھاتُ المؤمنین، اولادِ پاک اور سب اہل بیت (یعنی آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سب گھر

والوں) سے محبّت کرنی چاہیے۔

تعارُف(Introduction):

جنّتی صحابیہ، اہلِ بیتِ مُصطفٰی، اُمُّ المؤمنین، حضرتِ خدیجۃُ الکبریٰ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا کے بارے میں حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا فرماتی ہیں کہ **خاتَمُ النَّبِیّین، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے فرمایا: اللہ کی قسم! خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا (اور مجھے نہ مانا) اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جب سب لوگ مجھے جھوٹا کہہ رہے تھے اس وقت انہوں نے میری باتوں کو سچّا کہا اور جس وقت کوئی شخص مجھے کچھ دینے کے لئے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا سامان دے دیا اور انہیں سے اللہ کریم نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔ (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، ج۴، ص ۳۶۳)

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تمام اولاد حضرتِ خدیجہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا سے ہوئی۔ مگر حضرت ابراہیم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ حضرت ماریہ قبطیہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا سے پیدا ہوئے۔ حضرتِ خدیجہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا سے دو (2) شہزادے حضرت قاسم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور حضرت عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ہوئے اور شہزادیاں حضرت زینب رَضِیَ اللہُ عَنْھَا، حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا، حضرت اُمّ کلثوم رَضِیَ اللہُ عَنْھَا اور حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا ہوئیں۔ (اسد الغابۃ، کتاب النساء، خدیجۃ بنت خولید، ج۷، ص ۹۱)

اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنْھَا کی شان:

ایک مرتبہ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارَسُوْلَ اللہ! (اے اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) آپ کے پاس حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا دستر خوان (وہ کپڑا وغیرہ کہ جو کھانا کھانے کے لیے بچھایا جاتا ہے) لا رہی ہیں جس میں کھانا پانی ہے جب وہ لائیں تو اِن کو اِن کے ربّ کا سلام پہنچائیں۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، الحدیث ۲۴۳۲، ص ۱۳۲۲)

---

20 "تسبیح فاطمہ"

ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا خود روٹیاں پکاتیں، گھر میں جھاڑو دیتیں۔ چکی (grinder) میں دانے ڈال کر، پیس (grind) کر آٹا بناتی تھیں جس سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کے ہاتھوں میں چھالے (دانے۔blisters) پڑ گئے تھے۔ایک مرتبہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں (یعنی اُن کے پاس) حاضر ہوئیں اور کام کاج میں مدد کے لئے خادم (نوکر) مانگا۔ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تمہیں ہمارے پاس سے خادم (servant) تو نہیں ملے گا، لیکن کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو خادم سے بہتر ہے؟ تم جب بستر (bed) پر جاؤ تو تینتیس (33) بار سُبْحٰنَ اللّٰہ، تینتیس (33) بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور چونتیس (34) بار اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھ لیا کرو۔ (مسلم،ص۱۰۴۸،حدیث:۲۷۲۸،شان خاتون جنت،ص۳۳)

اس حدیثِ پاک سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ ہمیں رات سونے سے پہلے "تینتیس (33) بار سُبْحٰنَ اللّٰہ، تینتیس (33) بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور چونتیس (34) بار اَللّٰہُ اَکْبَر" پڑھنے کی عادت بنانی ہے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ! (یعنی اللہ کریم نے چاہا تو) اس سے فائدہ حاصل ہوگا۔ ان سب کلمات (words) کو تسبیح فاطمہ کہتے ہیں، ہر نماز کے بعد بھی یہ تسبیح پڑھنی چاہیے۔ اس **واقعے (incident) سے یہ بھی پتا چلا کہ** ہمیں اپنے کام اپنے ہاتھوں سے کرنے چاہییے۔

تَعَارُف (Introduction):

جنّتی صحابیہ، بنتِ مصطفیٰ، خاتونانِ جنّت کی سیّدہ، فاطمۃُ الزّہرۃ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کا نام "فاطِمہ" ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا **خَاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمَامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی شہزادی ہیں۔ آپ کی والدہ اُمُّ المومنین حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا ہیں۔ "زَہرا" اور "بَتُول" آپ کے لقب (title) ہیں۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے تقریباً پانچ (5) یا چھ (6) ماہ بعد تین (3) رمضانُ المبارک، گیارہ (11) سن ہجری میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کا انتقال ہوا۔ حضرتِ ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ

عَنْہُ نے نمازِ جنازہ پڑھائی (کَنْزُالعُمّال،کتاب الموت،باب فی اشیاء قبل الدفن،ج۸،ص ۳۰۳،الحدیث:۴۲۸۵۶)اور آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو دنیا کے سب سے زیادہ فضیلت والے قبرستان جنّتُ البقیع(جو کہ مدینے پاک میں مسجد نبوی کے ساتھ ہے) میں دفن کیا گیا۔

اہل بیت نبی رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: (میری بیٹی)کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کیونکہ اللہ کریم نے اِس کو اور اس سے محبّت کرنے والوں کو دوزخ سے آزاد کیا ہے۔ (کَنْزُالعُمّال،کتاب الفضائل،ج۱۲،ص۵۰،الحدیث:۳۴۲۲۲)اِس لئے آپ رَضِیَ اللہ عَنْہَا کا نام "فاطِمہ" ہوا کیونکہ آپ رَضِیَ اللہ عَنْہَا دُنیا میں رہتے ہوئے بھی دُنیا(کی چیزوں) سے الگ تھیں۔(مِراۃُالمناجیح،،ج۸،ص ۴۵۲، نعیمی کتب خانہ گجرات)

---

21 "صحابہ کرام(رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ) کی اہلِ بیت(آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے گھر والوں) سے محبّت"

حضرتِ صدّیق رَضِیَ اللہ عَنْہ کی اہلِ بیت سے محبّت:

ایک مرتبہ حضرتِ ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللہ عَنْہ کے سامنے اہلِ بیت (یعنی پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے گھر والوں کہ جن میں حضرت علی، رَضِیَ اللہُ عَنْہ حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا ، امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہ اور امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہ بھی شامل(include)ہیں)کی بات ہوئی تو آپ نے کچھ اس طرح فرمایا: اللہ کریم کی قسم! رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رشتے داروں(relatives)کے ساتھ اچھا سلوک(good behavior)کرنا مجھے اپنے رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے زیادہ پسند ہے۔(بخاری،ج۲،ص۴۳۸،حدیث:۳۷۱۲)ایک بار حضرتِ صِدّیق اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے احترام(respect)کی وجہ سے اہلِ بیت کا احترام کرو۔(بخاری،ج۲،ص۴۳۸،حدیث:۳۷۱۳)

امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو کندھے پر بٹھالیا:

ایک بار حضرتِ ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللہُ عَنْہ عَصر کی نماز کے بعد کہیں جارہے تھے تو راستے میں حضرت حَسَن

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو بچّوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا۔ حضرتِ صِدّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے انہیں اپنے کندھے (shoulder) پر اُٹھالیا اور فرمایا: میرے والد آپ پر قربان! آپ حضرت علی سے نہیں بلکہ حُضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ملتے جلتے (similar) ہیں۔ حضرت علیّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ (جو اس وقت قریب موجود تھے، یہ بات سن کر) مُسکرانے لگے۔ (بخاری، ۲/۴۸۶، حدیث: ۳۵۴۲)

مولیٰ علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے محبّت:

ایک بار حضرت علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ ایک ایسی جگہ تشریف لائے جہاں حضرتِ عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ موجود تھے۔ جیسے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے انہیں دیکھا تو عاجزی (یعنی نرمی) کرتے ہوئے ان کیلئے جگہ بنادی۔ مجلس (بیٹھک) جب ختم ہوئی اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ تشریف لے گئے تو کچھ لوگوں نے عرض کیا: یا امیرَ المؤمنین! آپ کا حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے ساتھ جیسا اچھا انداز (style) ہے ویسا کسی اور کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ سُن کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے فرمایا: مجھے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے ساتھ اس طرح (کا اچھا انداز) کرنے سے کون سی چیز روک سکتی ہے؟ اللہ کریم کی قسم! بے شک یہ میرے مولیٰ (اور مدد کرنے والے) ہیں اور ہر مؤمن کے مولیٰ ہیں۔ (تاریخ ابن عساکر، ۴۲/۲۳۵، ملتقطاً)

بی بی فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا احترام:

امیر المؤمنین حضرتِ عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے خاتونِ جنّت حضرت فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا سے کہا: اے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شہزادی! اللہ کریم کی قسم! تمام مخلوق (all creatures) میں کوئی ایسا نہیں جو ہمیں آپ کے والد صاحب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے زیادہ محبوب (beloved) ہو اور اُن کے بعد ہمیں آپ سے زیادہ پسند کوئی انسان نہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ۸/۵۷۲، حدیث: ۴، مختصراً)

----

22 "ضرورت پوری کردی"

حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے پاس ایک ضرورت مند(needy man) نے درخواست (application) پیش کی۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے بغیر پڑھے فرمایا: تمہاری ضرورت پوری کی جائے گی۔ کسی نے عرض کی :اے نواسۂ رسول(Holy Prophet's grandson)!آپ نے اس کی درخواست (application) پڑھے بغیر ہی کام کرنے کا فرما دیا۔ تو حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: جب تک میں اس کی درخواست پڑھتا وہ میرے سامنے شرمندہ(embarras) کھڑا رہتا پھر اگر اللہ کریم مجھ سے پوچھتا کہ تو نے ایک بات کرنے والے کو اتنی دیر کھڑا رکھ کر کیوں ذلیل(disgraced) کیا؟ تو میں کیا جواب دیتا؟ (احیاء العلوم،ج۳،ص۳۰۴)

اس واقعے(incident) سے ہمیں یہ درس(lesson) ملتا ہے کہ ہمیں حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی مبارک عادت کو اپناتے ہوئے مسلمان کی عزّت(respect) کرنی چاہیے۔

تعارُف(Introduction):

جنّتی صحابی،اہلِ بیتِ مُصطفےٰ،ابنِ علّی الْمُرتضیٰ، امام حسن مُجتبیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پندرہ (15) رَمضانُ المُبارک 3 سنِ ہجری کی رات مدینۂ پاک میں پیدا ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا نام **خاتَمُ النَّبِیِّین، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّمَ نے ''حسن'' رکھا۔(سوانح کربلا،ص۹۲) آپ کے والد امیر المومنین حضرتِ علی المرتضی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور والدہ حضرت بی بی فاطمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا ہیں۔ آپ کی کُنیت(kunyah)''ابو محمد''ہے۔ آپ کو''رَیْحانَۃُ الرَّسُوْل''(یعنی رسول پاک کے پھول) بھی کہتے ہیں۔ (امام حسن کی ۳۰ حکایات، ص۳)امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے پانچ (5) ربیع الاول، پچاس(50)ھ میں سینتالیس(47)سال کی عمر(age) میں مدینہ منوّرہ میں وفات پائی۔(صفۃ الصفوۃ،ج۱،ص۳۸۶، تقریب الھذیب لابن حجر عسقلانی ص۲۴۰)

اہلِ بیت نبی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شان:

حضرتِ اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ (امام) حسن (رَضِیَ اللہُ عَنْہُ) سے زیادہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّمَ سے ملتا جلتا(similar) کوئی بھی شخص نہ تھا۔(بُخاری ج۲،ص۵۴۷،حدیث ۳۷۵۲)

---

23 "کُنویں کا پانی بڑھ گیا"

حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جب مدینہ پاک سے مکّہ شریف کی طرف گئے تو راستے میں کسی نے ان سے عرض کی: میرے کُنویں(well) میں پانی بَہُت ہی کم ہے، برائے مہربانی (please)! برکت (blessings) کی دعا کر دیجئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اُس کُنویں کا پانی منگوایا۔ جب پانی کا ڈول (کنویں سے پانی نکالنے کا برتن۔bucket) لایا گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے منہ لگا کر اس میں سے پانی پیا اور کُلی (rinsing) کی پھر ڈول کو واپس کنویں میں ڈال دیا تو کنویں کا پانی کافی (enough) زیادہ ہو گیا اور پہلے سے زیادہ میٹھا اور لذیذ (tasty) بھی ہو گیا۔(طبقات کبری،ج۵،ص۱۱۰)

اس واقعے (incident) سے معلوم ہوا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے نواسے (Grandson) اپنے نانا جان (Grandfather) کی اُمّت پر بہت مہربان (kind) تھے، ان کے مسائل حل کر دیتے تھے ہمیں بھی دوسروں کی نیک کاموں میں مدد کرنی چاہیے۔

تَعارُف (Introduction):

جنّتی صحابی، اہلِ بیتِ مُصطفٰی، شیخِ سلسلہ "قادریہ"، امام حسین ابن مُرتَضٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی پیدائش پانچ (5) شَعْبان، چار (4) سنِ ہجری کو ہوئی۔ **خاتَمُ النَّبِیّین، اِمامُ الْمُرسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے "حُسین" نام رکھا اور آپ کو بھی جنّتی جوانوں کا سردار اور اپنا بیٹا فرمایا۔ آپ کی کُنیت (kunyah) ابُوعبدُ الله ہے۔ آپ کو "رَیحانَۃُ الرَّسُوْل" (یعنی رسول پاک کے پھول) بھی کہتے ہیں۔(اسد الغابۃ،باب الحاء والسین،۲/۲۵،۲۶ملتقطا) آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے دس (10) محرم الحرام سن 61 سنِ ہجری جمعہ کے دن شہادت پائی، اس وقت آپ کی عمر چھپن (56) سال، پانچ (5) ماہ اور پانچ (5) دن تھی۔(طبقات ابن سعد،ج۶،ص۴۴۱،البدایۃ والنہایۃ،ج۸،ص۱۹۷)

اہلِ بیت نبی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی شان:

یزیدی فوج امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو شہید(یعنی قتل۔murder) کرنے کے بعد، آپ رَضِیَ اللہ عَنْہُ کے برکت والے(blessed) سرِ کو لے کر آئے تو اُس وقت آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے ہونٹ(lips)ہل رہے تھے اور زَبان شریف سے قرآنِ پاک کی اس آیت کی آواز آرہی تھی، ترجمہ(Translation): اور ہرگز اللہ(کریم) کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے۔(پارہ۱۳، سورۃ ابراہیم، آیت ۴۲)(ترجَمۂ کنزالایمان)(کراماتِ صحابہ ص۲۴۶) یعنی شہید ہونے کے بعد بھی آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قرآنِ پاک کی تلاوت فرمارہے تھے۔

---

24 ”صحابہ کرام کی امام حسن وامام حسین سے محبّت(رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ)“

حسنینِ کریمین(یعنی امام حَسَن اور امام حُسین) رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے محبّت:

جب حضرتِ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے لوگوں کے وظائف(مال وغیرہ) مقرّر(fixed) فرمائے تو حضراتِ حَسَنَین کَرِیمَین رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کے لئے(رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رشتہ داری کی وجہ سے) اُن کے والد حضرت علیُّ الْمُرتضٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے برابر حصّہ رکھا یعنی دونوں کے لئے پانچ(5) پانچ ہزار دِرہم کا حصّہ رکھا۔(سیر اعلام النبلاء، ج۳، ص۲۵۹)

امام حَسَن اور امام حُسین(رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا) کے لئے یمن سے کپڑے منگوائے:

ایک مرتبہ ملکِ یمن سے کچھ کپڑے آئے تو فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے لوگوں میں تقسیم(distribute) کردیئے۔ لوگ وہ کپڑے پہن کر آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے پاس آ آکر دعا دینے لگے اس وقت آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مزار شریف اور منبر مُبارک کے درمیان بیٹھے تھے(منبر یعنی ایسی سیڑھیاں، جن پر امام صاحب کھڑے ہو کر جمع کے دن عربی میں ایک قسم کا بیان کرتے ہیں) کہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے سامنے خاتونِ جنّت فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللہُ عَنْہا کے گھر سے حسنین کریمین(یعنی امام حسین اور امام حسن) رَضِیَ اللہُ عَنْہما باہر تشریف لائے، دونوں شہزادوں کے جسموں پر ان کپڑوں میں سے کوئی کپڑا نہیں تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ یہ دیکھ کر افسوس ہوا تو

فوراً یمن کے حاکم (ruler of Yemen) کو خط لکھا کہ حسنینِ کریمین کے لئے دو (2) بہترین اور قیمتی لباس جلد (quickly) بھیجو۔ حاکم نے فوراً حکم کے مطابق دو (2) لباس بھیج دیئے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یمن سے آئے ہوئے کپڑے، اتنے اچھے نہیں تھے کہ حسنینِ کریمین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہما کو دیے جائیں تو فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ نے یمن سے دوسرے کپڑے منگوا کر انہیں پہنائے اور فرمایا: اب میں خوش ہو گیا ہوں۔ (تاریخ ابن عساکر، ج۱۴، ص۱۷۷، ماخوذاً)

حضرت ابوہریرہ کی اہلِ بیت سے محبت:

حضرتِ ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں: میں جب بھی حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو دیکھتا ہوں تو محبّت کی وجہ سے میری آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ (مسند امام احمد، ج۳، ص۶۳۲ ملخصاً)

پاؤں پر لگی ہوئی مٹی صاف کی:

ابو مَہزم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: ہم ایک جنازے میں تھے تو کیا دیکھا کہ حضرتِ ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ اپنے کپڑوں سے حضرت امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے پاؤں سے مٹی صاف کر رہے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج۴، ص۴۰۷)

حضرت عَمرو بن عاص کی اہلِ بیت سے محبت:

حضرت عَمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے، اتنے میں آپ کی نظر حضرت امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ پر پڑی تو فرمایا: اس وقت آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب (beloved) شخص یہی ہیں۔ (تاریخ ابن عساکر، ج۱۴، ص۱۷۹)

---

25 ”باتوں میں بھی امانت ہوتی ہے“

حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اپنی شہزادی حضرت حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے نکاح کے لئے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے کہا مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا، اس کے بعد حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے ملاقات کی اور فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو حفصہ کا نکاح آپ کے ساتھ کر دوں! اس پر ابو بکر

صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بھی خاموش رہے۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں مجھے اچھا نہیں لگا۔ اس بات کے کچھ دن بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرتِ حفصہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے نکاح کا پیغام (message) دیا اور حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے حضرت حفصہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا نکاح حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے کر دیا۔ پھر حضرتِ ابو بکر صدیق نے حضرت عمر سے فرمایا کہ شاید آپ اس وقت مجھ سے ناراض ہو گئے تھے جب آپ نے مجھے نکاح کا کہا تھا اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے کہا: جی۔ صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: مجھے پتا تھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت حفصہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو یاد فرمایا ہے اور میں نے اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے راز کی بات (secret) کو چھپائے رکھا۔ اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انہیں قبول (accept) نہ فرماتے تو میں قبول کر لیتا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج۸، ص۶۵، ملخصاً)

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ کسی کی راز کی بات (secret) دوسرے کو نہیں بتانی چاہیے۔

تَعارُف (Introduction):

جنّتی صحابیہ، اہلِ بیتِ مُصطفیٰ، اُمُّ المؤمنین، حضرتِ حفصہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا، امیرُ المومنین حضرتِ عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی بیٹی تھیں اور عقلمندی (wisdom) میں بھی اُن کی طرح کی تھی، نفلی روزے بہت رکھتیں، قرآن کریم کی تلاوت اور دیگر (other) عبادات بہت کرتیں۔ عبادت کے ساتھ ساتھ انہیں دین کے مسئلوں اور حدیث شریف کا بھی بہت علم تھا۔ (سیرت مصطفیٰ، ص۶۶۳، ملخصاً)

اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی شان:

ایک مرتبہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے **خاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمامُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی: (حضرت حفصہ) راتوں کو عبادت کرنے والی، بہت روزے رکھنے والی اور جنّت میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زوجہ ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث۳۰۶، ج۲۳، ص۱۸۸) ہماری پیاری امّی جان رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا انتقال حضرتِ امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے زمانے میں ہوا۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو دنیا کے سب سے زیادہ

فضیلت والے قبرستان جنّت البقیع (جو کہ مدینے پاک میں مسجد نبوی کے ساتھ ہے) میں دفن کیا گیا۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۷۴)

---

26 "پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بدن کا ادب"

ایک جگہ سے واپسی پر ہمارے پیارے پیارے آقا، مدینے والے مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا برکت والا (blessed) پاؤں سواری (ride) پر رکھا تاکہ حضرتِ صفیّہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا اپنے قدموں کو حضور اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ران (thigh) پر رکھ کر سواری پر بیٹھ جائیں۔ حضرتِ صفیّہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نے اپنے پیر کی جگہ، اپنی ران (thigh) کو حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ران پر رکھا اور سواری کے اوپر بیٹھ گئیں۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج ۸، ص ۹۶)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کا کتنا ہی بڑا مقام ہو مگر اُس پر بھی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ادب لازم اور ضروری ہے۔

تَعارُف (Introduction):

جنّتی صحابیہ، اہلِ بیتِ مُصطفیٰ، اُمُّ المؤمنین، حضرتِ صفیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا تعلُّق (relation) بنی اسرائیل (یعنی حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی قوم) سے تھا اور یہ (حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے بھائی) حضرت ہارون عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد سے ہیں۔ (المواہب اللدنیۃ، ج ۱، ص ۴۱۲)

ہماری پیاری امّی جان، حضرت صفیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا جنگِ خیبر کے قیدیوں (prisoners) میں آئیں (یعنی جنگ کے بعد آپ مسلمانوں کے پاس آگئیں)۔ حضرت صفیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا جنّتی صحابی، حضرت دحیہ کلبی رَضِیَ اللہ عَنْہُ کے حصّہ میں آئیں تو لوگوں نے کہا کہ (حضرت) صفیہ (رَضِیَ اللہُ عَنْہَا)، نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد میں سے ہیں (یعنی حضرتِ ہارون عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد کی اولادوں میں سے ہیں)، سردار کی بیٹی بھی ہیں لہٰذا مناسب (یعنی بہتر) یہی ہے، کہ وہ (یعنی حضرت صفیہ) حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس ہوں۔ پھر **خاتَمُ النَّبِیّین، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحمَۃٌ**

لِّلْعٰلَمِینصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں خرید کر(by buying) آزاد فرمادیا(پہلے ایک انسان، دوسرے کا مالک ہوجاتا تھا، تو اُسے خریدا یا بیچ بھی دیا جاتا ہے) اور نکاح فرمالیا۔(مدارج النبوت، ج۲، ص۲۴۹)

اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی شان:

حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا دل خوش کرنے کے لیے، ایک مرتبہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم ایک نبی (حضرت ہارون عَلَیْہِ السَّلَام) کی اولاد میں ہو اور تمہارے چچاؤں میں بھی ایک نبی (حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام) ہیں اور تم ایک نبی کی بیوی بھی ہو یعنی میری بیوی ہو۔ (تفسیر صاوی، ج۵، ص ۱۴۹۴، پ ۲۶، الحجرات: ۱۱)

---

27 ”پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خاندان سے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُم کی محبّت“

صحابۂ کرام کا حضرت عبّاس کی تعظیم(respect) کرنا:

صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم (حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چچا) حضرتِ عباس رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ کے لئے کھڑے ہوجاتے، آپ کے ہاتھ پاؤں چومتے، آپ سے مشورے (consultation) کرتے اور آپ کی بات کو اہمیت(importance) دیتے تھے۔(تہذیب الاسماء، ۱/ ۲۴۴، تاریخ ابن عساکر، ۲۶/ ۳۷۲)

حضرتِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوتے تو حضرتِ ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اِحترام (respect) کی وجہ سے آپ کے لئے اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑے ہوجاتے تھے۔(معجم کبیر، ج۱۰، ص۲۸۵، حدیث:۱۰۶۷۵)

حضرتِ عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ یا حضرتِ عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سواری (ride) پر ہوتے اور حضرتِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کہیں پیدل جاتے ہوئے، ان کے پاس سے گزرتے تو تعظیم(respect) کی وجہ سے (حضرتِ عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اور حضرتِ عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) سواری سے نیچے اُتر جاتے یہاں تک کہ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ وہاں سے گزر جاتے۔(الاستیعاب، ج۲، ص۳۶۰)

اللہ کریم نے اپنے محبوب(beloved) کو فرمایا کہ وہ لوگوں کو اپنے اہلِ بیت کی محبت کا حکم دیں:

ترجمہ (Translation):(اے نبی!)تم فرماؤ میں اس(یعنی اللہ کریم کا پیغام پہنچانے) پر تم سے کچھ اجرت(یعنی رقم وغیرہ) نہیں مانگتا مگر قرابت(یعنی میرے رشتہ داروں) کی محبّت (کا کہتا ہوں)۔(ترجمۂ کنز الایمان)(پ۲۵،الشوریٰ،آیت ۲۳،ماخوذاً)

معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے دین میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اہل بیت(یعنی گھر والوں) سے محبّت کرنے کی بہت اہمیت(importance)ہے۔

---

28 ”میں ہاتھ نہیں چھوڑوں گا“

جب مکّہ شریف سے غیر مسلموں کی حکومت ختم ہو گئی اور مسلمان یہاں آگئے پھر مسلمان (دوسرے شہر)طائف کی طرف گئے۔اس وقت پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دودھ پلانے والی حضرت بی بی حلیمہ رَضِیَ اللہ عَنْہا اپنے شوہر حارث سعدی اور(اپنے) بیٹے کو لے کر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس حاضر ہو رہی تھیں۔راستے میں غیر مسلم ملے اور طرح طرح کی باتیں کرنے لگے، کسی نے کہا:اے حارِث! تمھیں اپنے(دودھ کے رشتے کے) بیٹے(یعنی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)کی باتیں پتاہیں،وہ کیا کہتے ہیں؟وہ کہتے ہیں:اللہ کریم پر ایمان لے آؤ(یعنی مسلمان ہو جاؤ)،مرنے کے بعد سب لوگ دوبارہ زندہ ہوں گے اور اللہ کریم نے دو(2)گھر بنائے ہیں، ایک جنّت اور دوسرا دوزخ۔یہ باتیں سن کر یہ سب مدنی آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس حاضر ہوگئے(یعنی آگئے)۔ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان کے لئے اپنی چادر مبارک کو زمین پر بچھا کر ان(سب) کو اُس (چادر)پر بٹھایا۔ حارث سعدی کہنے لگے:اے میرے بیٹے!آپ کی قوم آپ کے بارے میں شکایت(complain)کرتی ہے۔فرمایا:جی!میں ایسی باتیں کرتا ہوں اور اے میرے والد!جب وہ دِن آئے گا تو میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر بتادوں گا کہ دیکھیں یہ وہ(یعنی قیامت کا) دن ہے یا نہیں؟جس کے بارے میں،میں بتاتا تھا۔ پھر یہ سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان سب کو تحفے(gifts) بھی

دیے۔ حضرت حارث سَعدی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِیمان لانے کے بعد اِس بات کو یاد کرکے کہا کرتے: اگر میرے بیٹے میرا ہاتھ پکڑیں گے تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ! نہ چھوڑیں گے جب تک مجھے جنّت میں نہ لے جائیں۔ (الروض الانف، اَبوہ من الرضاعۃ، ج۱، ص۲۸۳، الاستیعاب، حلیمۃ السعدیۃ، ج۴، ص۳۷۴، فتاویٰ رضویہ، ج۳۰، ص۲۹۳ مُلخصاً)

اِس واقعے (incident) سے پتا چلا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کی یہ سوچ تھی کہ قیامت کے دن پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جنّت میں لے کر جانے والے ہیں۔

تَعارُف (Introduction):

پہلے عرب میں یہ ہوتا تھا کہ گاؤں کی عورتیں بچوں کو شہروں سے لے کر چلی جاتی اور بچوں کو پالتی تھیں، جس سے انہیں پیسے وغیرہ ملتے اور بچے کی صحت (health) گاؤں میں رہنے کی وجہ سے اچھی ہو جاتی تھی۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دودھ پلانے والی والدہ، حضرت حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا جب مکّے پاک آئیں تو رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے ساتھ اپنے قبیلے (tribes) میں لے گئیں۔ اب بی بی حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا، ہمارے اور اپنے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دودھ پلاتی رہیں اور انہیں کے پاس آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بچپن (childhood) کے کچھ سال گزرے۔ (مدارج النبوۃ، ج۲، ص۱۸ ملخصاً) آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا، آپ کے شوہر اور سب بچے مسلمان ہو گئے تھے، یعنی یہ گھر صحابہ اور صحابیات کا تھا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ۔ (طبقات ابن سعد، ج۱، ص۸۹) حضرت حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی بیٹی حضرت شیما رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو گود میں کِھلاتیں، سینے پر لِٹا کر دُعائیہ نظمیں (prayer poems) سُنا کر سُلایا کرتی تھیں، اِس لئے انہیں بھی حضور کی والدہ کہا جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۳۰، ص۲۹۴، ملخصاً)

حضرت حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کو دنیا کے سب سے زیادہ فضیلت والے قبرستان جنّتُ البقیع (جو کہ مدینے پاک میں مسجد نبوی کے ساتھ ہے) میں دفن کیا گیا۔ (جنّتی زیور، ص۵۱۲) حضرت علامہ عَبدُالمصطفٰے اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جنّتُ البقیع کی کسی قبر پر میں نے کوئی گھاس اور سبزہ (greenery) نہیں دیکھا لیکن حضرت بی بی حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی قبر شریف پر سبزہ تھا۔ اس وقت میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ انہوں نے ہمارے اور اپنے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دودھ پلایا تو اللہ کریم نے اپنی رحمت کے پانی سے ان کی قبر کو ہری گھاس سے بھر

دیا۔(جنّتی زیور، ص۵۱۳ مُلخصاً)

دودھ کے رشتے کی والدہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا کی شان:

ایک بزرگ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں حضرت عیسیٰ عَلَیۡہِ السَّلَام کو دیکھا تو اُن سے حضرت حلیمہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا یعنی اللہ (کریم) اُن سے راضی ہوا۔(سبل الھدی والرشاد ج۱، ص۳۸۴)

---

29 ”حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے آنے کی خوشی منانے سے غیر مسلم کو بھی فائدہ ہوا“

جب ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم دنیا میں تشریف لائے(یعنی پیدا ہوئے) تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے چچا ابو لہب کی کنیز ”حضرت ثُوَیۡبَہ“ خوشی میں دوڑتی ہوئی گئیں (پہلے ایک انسان دوسرے کا مالک بن جاتا تھا، مالک کو جو مرد ملا وہ غلام اور جو عورت ملی تو وہ کنیز ہوتی۔ آج کل غلام اور کنیز نہیں ہوتے)۔ ”حضرت ثُوَیۡبَہ“ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا نے ”ابو لہب“ کو بھتیجا(یعنی بھائی کا بیٹا) پیدا ہونے کی خوشخبری دی تو ”ابو لہب“(جو کہ مرتے وقت تک سخت کافر رہا) نے خوشی میں ”حضرت ثُوَیۡبَہ“ کو آزاد کر دیا(یعنی اب آپ کنیز نہ رہیں بلکہ اور عورتوں کی طرح آزاد ہو گئیں)۔ انہیں آزاد کرنے کا فائدہ ابو لہب کو یہ ملا کہ اس کی موت کے بعد اس کے گھر والوں نے اس کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا، تو اس نے اپنی انگلی اٹھا کر یہ کہا کہ تم لوگوں کے پاس سے جانے کے بعد مجھے کچھ (کھانے پینے) کو نہیں ملا مگر اس انگلی سے کہ جس سے میں نے ”ثُوَیۡبَہ“ کو آزاد کیا تھا(بخاری، کتاب النکاح، حدیث:۵۱۰۱، ج۳، ص۴۳۲، مُلخصاً) یعنی اس اُنگلی سے مجھے تھوڑا سا پانی دیا جاتا ہے۔(عمدۃ القاری، ج۱۴، ص۴۴، تحت الحدیث ۵۱۰۱)

حدیث شریف کی سب سے اہم کتاب ”بخاری شریف“ وغیرہ میں موجود واقعے (incident) میں میلاد شریف والوں کیلئے خوشخبری (good news) ہے کہ ابولَہَب جو کہ غیر مسلم تھا جب وہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے آنے کی خوشی منانے پر مرنے کے بعد بھی فائدہ پائے تو اس مسلمان کو کتنی برکتیں (blessings) ملیں گی کہ جو پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی محبّت میں جشنِ ولادت کی خوشی منائے اور مال خرچ کرے۔ لیکن یہ

ضَروری ہے کہ محفلِ میلاد شریف شریعت کے مطابق ہو، کسی طرح کے گناہ کا کام نہ ہو۔ (مدارِجُ النُّبُوَّت، ج۲، ص ۱۹، ماخوذاً)

تَعارُف(Introduction):

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وِلادت (یعنی پیدا (born) ہونے) کے بعد سب سے پہلے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی والِدہ صاحبہ حضرت بی بی آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا نے آپ کو دُودھ پلایا پھر حضرت ثُوَیْبَہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا نے (منتظم، ج ۳، ص ۳۰۷، مدارج النبوت، ج ۲، ص ۱۹)۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دودھ پلانے والی والدہ، حضرت ثویبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کا انتقال 7 سنِ ہجری میں ہوا (منتظم، ج۳، ص ۳۰۷)۔ حضرت ثویبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا مسلمان ہو کر صحابیہ بنیں۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا (فتاوی رضویہ جلد ۳۰، ص ۲۹۳ ماخوذاً)

دودھ رشتے کی والدہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کی شان:

ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور حضرت بی بی خدیجۃُ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا، حضرت ثویبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کا بہت خیال رکھا کرتے اور مدینۂ منوّرہ سے ان کے لیے کپڑے وغیرہ بھیجا کرتے تھے۔ (سبل الہدی والرشاد ج ۱، ص ۳۷۷)

---

30 "پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیارے والدین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُما"

{1} حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین یعنی حضرت عبدُ اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور حضرت بی بی آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا جنّتی ہیں کہ وہ تو ان لوگوں میں سے ہیں کہ جنھیں اللہ کریم نے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے چُنا (select کیا) تھا (اور انہیں ہمارے آقا کے والدین بننے کی سعادت (شرف، برکت۔blessings) ملی)۔ (فضل القری لقراء ام القری شعر ۱۶ المجمع الثقافی ابو ظبی، ج ۱، ص ۱۵۱، ملخصاً)

{2} حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کہتی ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اللہ کریم سے دعا کی کہ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین کو زندہ فرمادے۔ اللہ کریم نے انہیں زندہ فرمادیا تو وہ آپ کے نبی ہونے پر ایمان لائے (یعنی

ایمان والے(مسلمان)تو تھے اور اب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اُمّتی بھی بن گئے)۔(زرقانی ج۱،ص۳۱۶،الحاوی للفتاوی،ج۲،ص۲۷۸ملخصاً)

{3}یہ زندہ کرنے کا واقعہ حج کے دنوں میں اُس وقت ہوا جب قرآنِ کریم مکمل نازل ہو چکا تھا اور یہ آیت بھی نازل ہو گئی تھی(ترجمہ۔Translation:)آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔یعنی مُبارک والدین رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا اس وقت سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اُمت(nation) میں آگئے جب قرآن پاک اوردین کے احکام(یعنی دینی مسائل) مکمل آگئے تھے۔(فتاوی رضویہ جلد ۳۰،ص ۲۸۶ماخوذاً)

{4}والدین رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کو دوبارہ(again)زندہ کرنا، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان لانے اور صحابی اور صحابیہ کا درجہ(special status)پانے کے لئے تھا ورنہ یہ دونوں تو پہلے ہی سے ایمان والے مسلمان تھے۔جیسا کہ **اصحابِ کہف** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کو زندہ کیا گیا تھا حالانکہ وہ بھی پہلے سے مسلمان تھے۔(فتاوی رضویہ جلد ۳۰،ص ۲۸۶ماخوذاً)اکثر(major)عُلَمائے کرام کہتے ہیں کہ اصحابِ کہف رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِم کا واقعہ حضرت عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد ہوا کہ یہ مسلمان بلکہ اَوْلِیَائے کِرام تھے،غیر مسلم بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لیے ایک غار(cave)میں چلے گئے،وہاں سوئے تو اُن کو موت آگئی اور تین سو(300)سال سوتے رہے پھر مسلمان بادشاہ کی حکومت میں یہ جاگے اور ان کے واقعے(incident)سے غیر مسلموں کو پتا چلا کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی مل سکتی ہے اور مسلمان جس قیامت میں دوبارہ زندہ ہونے کی بات کرتے ہیں، وہ صحیح ہے۔(صراط الجنان ج۵،ص۵۴۰تا۵۴۱ملخصاً)

{5}حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین حضرت عبدُاللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور حضرت آمنہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے نام بھی مسلمانوں والے ہیں۔عبدُاللہ کا مطلب اللہ کریم کا بندہ اور آمنہ کا مطلب ایمان والی۔

{6}فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم:تمہارے ناموں میں اللہ کریم کو سب سے زیادہ پیارے نام عبداللہ اور عبدُالرَّحمٰن ہیں۔(جامع الترمذی ۲/۱۰۶)

{7}آمنہ میں چار(4)حروف ہیں:”الف“، ”میم“، ”ن“اور ”ہ“۔”الف“سے اللہ کریم کے کرم کی طرف اشارہ ہے، ”میم “سے پیارے آقامُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف (اشارہ ہے)، ”ن “سے پیارے آقا کے نور کی طرف (اشارہ ہے) اور ”ہ“سے ہدایت اور سیدھے راستے کی طرف اشارہ ہے۔(دیوانِ سالک،حاشیہ ص۸۵ماخوذاً)

ہر صحابیِ نبی	جنّتی جنّتی
چار یارانِ نبی	جنّتی جنّتی
ہر زوجہءِ نبی	جنّتی جنّتی
ہے اولادِ نبی	جنّتی جنّتی
والدینِ نبی	جنّتی جنّتی

---

31 ”انتقال پر رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آنسو“

حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بیٹے تھے، حضرت اُمِّ سیف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اُنہیں دودھ پلایا کرتی تھیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے بہت زیادہ محبّت تھی کبھی کبھی آپ ان کو دیکھنے کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم کے ساتھ حضرت ابراہیم سے ملنے آئے تو یہ وہ وقت تھا کہ حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ آخری سانسیں لے رہے تھے (یعنی آپ کا انتقال ہونے والا تھا)۔ یہ دیکھ کر ہمارے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آنکھوں سے آنسو (tear) جاری ہو گئے۔ اس وقت جنّتی صحابی، حضرت عبدُالرحمٰن بن عَوف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا کہ یارَسُولَ اللہ! (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کیا آپ بھی روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرا رونا، شفقت (اور محبّت) کی وجہ سے ہے۔ اس کے بعد پھر دوبارہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مبارک آنکھوں سے آنسو نکلے تو آپ کی زبان مبارک

پر یہ جملے جاری ہوگئے کہ: آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل میں غم(grief) ہے مگر ہم وہی بات زبان سے کرتے ہیں جس سے ہمارا ربّ خوش ہو جائے اور بے شک اے اِبراہیم! ہمیں تمہاری جدائی(یعنی انتقال) کا بہت زیادہ غم ہے۔(بخاری،جلد ۲،ص ۸۳،ح ۱۳۰۳ ملخصاً)

اس واقعے(incident) سے ہمیں یہ درس(lesson) ملا کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے بہت پیار فرماتے تھے اسی لیے آپ کے انتقال پر پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد سے محبت کرنا پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا طریقہ ہے۔

تعارُف(Introduction):

حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیارے اور سب سے آخری بیٹے ہیں۔ آپ کی والدہ اُمّ المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ رَضِیَ اللّٰہ عَنْھَا ہیں، آپ ذوالحجہ کے مہینے 8 سنِ ہجری میں مدینہ منورہ کے قریب پیدا ہوئے۔ آپ کا انتقال دس(10) ربیع الاوّل کو ہوا۔(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم،ج ۴،ص ۱۰،البدایہ والنہایہ،ج ۴،ص ۳۰۱)

جنّتی شہزادے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی شان:

حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جب پیدا ہوئے، تو اس بات کی خبر(اطلاع) حضرت ابو رافع رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دی۔ یہ خوش خبری(good news) سن کر ہمارے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انعام میں حضرت ابو رافع رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو ایک غلام دے دیا(پہلے ایک انسان دوسرے کا مالک بن جاتا تھا، مالک کو جو ملا وہ غلام ہوا، آج کل غلام نہیں ہوتے)۔اس کے فوراً بعد حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور پیارے آقا کو "یَااَبَااِبْرَاہِیْم" (اے ابراہیم کے والد) کہہ کر پکارا(یعنی آواز دی)، تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بہت خوش ہوئے اور حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے عقیقہ میں دو مینڈھے(rams) ذبح فرمائے(بچے کی پیدا ہونے پر اللہ کریم کا شکر ادا کرنے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ ایسا جانور ذبح کیا جائے کہ جسے قربانی میں ذبح کرسکتے ہیں، اسے عقیقہ کہتے ہیں)۔اس

کے بعد پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کے سر کے بال کے وزن کے برابر چاندی (silver) خیرات (یعنی صدقہ) فرمائی اور ان کے بالوں کو (زمین میں) دفن کرا دیا اور ان کا نام "ابراہیم" رکھا۔ (سیرت مصطفی ۶۹۰-۶۸۹ ملخصاً)

---

32 "غزوہ بدر میں نہ جا سکے"

شروع شروع میں غیر مسلم، مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے اور وہ اسلام اور مسلمانوں کو دنیا سے بالکل ختم کرنا چاہتے تھے اسی لیے وہ مسلمانوں سے بار بار جنگ بھی کرتے تھے ایک مرتبہ بدر کے مقام پر غیر مسلم، مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے آگئے تو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مسلمانوں کو ان سے مقابلہ (جنگ۔war) کرنے کا حکم فرمایا۔ اس وقت پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شہزادی (یعنی بیٹی) حضرت رقیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بہت بیمار تھیں۔ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (جو کہ ان کے شوہر تھے) کو ان کے علاج وغیرہ کے لئے مدینے شریف میں رہنے کا حکم دے دیا اور جنگِ بدر میں جانے سے روک دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ جس دن ہم جنگِ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی اور جنگ جیتنے کی خوشخبری (good news) لے کر مدینہ پاک پہنچے اسی دن حضرت رقیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے بیس (20) سال کی عمر میں انتقال کیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جنگِ بدر کی وجہ سے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اللہ کریم کے رسول کے حکم پر عمل کیا اور اپنی زوجہ (wife) حضرت رقیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے علاج کی وجہ سے جنگ بدر نہ گئے مگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کو جنگِ بدر میں جانے والوں میں رکھا اور مجاہدین (یعنی جنگ جیت کر آنے والوں) کے برابر مال میں سے حصّہ بھی دیا۔ (سیرت مصطفے ۶۹۵،۶۹۴ ملخصاً)

اس واقعے (incident) سے معلوم ہوا کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مبارک اولاد کی بہت اہمیت ہے کہ ہمارے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم پر ان کے علاج کی وجہ سے جنگ میں نہ جانے والے بھی جنگ میں جانے والے بن گئے۔

تعارُف(Introduction):

حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ اُمّ المؤمنین حضرتِ خدیجہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا ہیں۔ جس وقت آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے نبی ہونے کا اعلان فرمایا تھا، اُس سے سات(7) سال پہلے حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا مکّے پاک میں پیدا ہوئیں اور اُس وقت حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عمر شریف تینتیس(33) سال تھی۔ آپ کا پہلا نکاح ابو لہب کے بیٹے عُتبَہ سے ہوا تھا(جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے)، عتبہ نے اپنے باپ ابو لہب کے کہنے پر رخصتی(یعنی اُن کے گھر جانے) سے پہلے ہی آپ کو طلاق دے دی تھی پھر پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا نکاح حضرتِ عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے کیا۔

جنّتی شہزادی رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی شان:

آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نے اپنے شوہر حضرتِ عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے ساتھ مکّہ مکرمہ سے پہلے حبشہ پھر مدینہ منورہ طرف ہجرت کی(یعنی رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم پر پہلے مکّہ شہر سے حبشہ چلے گئے پھر جب حکم ہوا تو مدینہ پاک چلے گئے)۔ اسی لیے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو ذَاتُ الْہِجرَتَیْن یعنی دو(2) ہجرتیں کرنے والی کہا جاتا ہے۔ حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو دنیا کے سب سے زیادہ فضیلت والے قبرستان جنّت البقیع(جو کہ مدینے پاک میں مسجد نبوی کے ساتھ ہے) میں دفن کیا گیا۔ حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے ہاں ایک بیٹے بھی پیدا ہوئے تھے، جن کا نام "عبداللہ" تھا مگر وہ بھی آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی وفات کے بعد ۴ سنِ ہجری میں وفات پا گئے۔(شرح العلامۃ الزرقانی، ج۴، ص ۳۲۲۔۳۲۳)

---

33 "اولادِ مُصطفیٰ"

{1} اہل بیت کے معنی ہیں گھر والے۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سب اولاد بھی اہل بیت میں سے ہے رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ۔(از اشعہ)(مراۃ جلد ۸، ص ۶۷۳ سوفٹ ائیر، ماخوذاً)

{2} حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تین(3) بیٹے ہیں۔(۱) حضرت قاسم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ،(۲) حضرت ابراہیم رَضِیَ اللہُ

عَنْہُ اور(۳) حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ۔ حضرت عبد اللہ کے پیارے پیارے لقب (title) بھی تھے، جیسے: طیّب، طاہر۔ یعنی طیّب، طاہر وغیرہ الگ الگ بیٹے نہیں بلکہ حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ہی کے نام ہیں۔(تذکرۃ الانبیاء ص۷۸۲ ملخصاً)

{3} بیٹیاں حضرت زینب رَضِیَ اللہُ عَنْھَا ، حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا ، حضرت کلثوم رَضِیَ اللہُ عَنْھَا اور حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا ہیں ساری اولاد حضرتِ خدیجۃ الکبری رَضِیَ اللہُ عَنْھَا سے تھیں مگر حضرت ابراہیم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ حضرتِ ماریہ قبطیہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا سے تھے۔(مراۃ،ج۸،ص۹۰)

{4} جن ناسمجھ چھوٹے بچوں نے سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زیارت کی یا صحبت اُٹھائی (یعنی سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس حاضر ہوئے)، وہ بھی صحابی ہیں (شرح بخاری بشیر القادری، ص۷۱۲ ماخوذاً) لھذا اللہ کے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے تمام شہزادے، شہزادیاں (بیٹے اور بیٹیاں)، امام حَسَن و امام حُسَین، اہلِ بیت ہونے کے ساتھ ساتھ صحابی اور صحابیہ بھی ہیں۔ اسی طرح نواسی اُمَامہ بنت زینب رَضِیَ اللہُ عَنْھَا صحابیہ ہیں اور ان کی عمر کے بچے بھی۔

ہر صحابیِ نبی	جنّتی جنّتی
چار یارانِ نبی	جنّتی جنّتی
ہر زوجہءِ نبی	جنّتی جنّتی
سب اولادِ نبی	جنّتی جنّتی
والدینِ نبی	جنّتی جنّتی

---

www.farzuloom.net